حصہ اول

اصول مناظرہ کے افہام وتفہیم پر مشتمل ایک دلچسپ تحریر
جو اہل علم کے لئے نہایت ہی مفید اور نفع بخش ہے

تفہیم المناظرہ

بموقع عرس مبارک
قطب زمن حضور معصوم ملت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۱۴۴۶ھ

مؤلف

قاطع کفر وبدعت، داعی پیغامات اعلیٰ حضرت نازش افتاء وتدریس
حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن صاحب قادری حشمتی
صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر

ناشر

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

تفہیم المناظرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول مناظرہ کے افہام وتفہیم پر مشتمل ایک دلچسپ تحریر

جو اہل علم کے لئے نہایت ہی مفید اور نفع بخش ہے

تفہیم المناظرہ

(حصہ اول)

مؤلف

قاطع کفر وبدعت، داعیٔ پیغامات اعلیٰ حضرت نازش افتاء وتدریس

حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن صاحب قادری حشمتی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر

مکتبہ حشمتیہ

خانقاہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت

الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

نام کتاب ـــــــ تفہیم المناظرہ

مؤلف ـــــــ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمن صاحب قادری حشمتی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر

تقدیم ـــــــ نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

سن اشاعت ـــــــ بار اوّل رجب المرجب سنہ ۱۴۴۶ھ جنوری سنہ 2025ء

کمپیوزنگ ـــــــ محمد نجم الرضا حشمتی نجم گرافکس حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ناشر ـــــــ مکتبہ حشمتیہ، الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

صفحات ـــــــ ۴۴

تعداد ـــــــ ۱۱۰۰

بموقع عرس مبارک

قطب زمن حضور معصوم ملت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ ۱۴۴۶ھ

{ملنے کے پتے}

ـــــ مکتبہ حشمتیہ، قادری مہمان خانہ آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یوپی)

ـــــ چمن فاطمی خانقاہ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ـــــ الجامعۃ الہادیہ حشمتیہ جامع مسجد بھیونڈی ممبئی

ـــــ دارالعلوم حشمت الرضا کرنیل گنج شفیع ہوٹل کانپور

ـــــ حشمتی جامع مسجد منیش مارکیٹ ممبئی

۷۸۶/ ۹۲

پیش لفظ

از قلم

نبیرہ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور قطب زمن حضرت علامہ مولینا الحاج الشاہ مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر پیرا ماہم ضلع گونڈہ

یہ رسالہ از اول تا آخر مطالعہ کیا، بحمد اللہ تعالیٰ علم مناظرہ کی تفہیم و تسہیل پر ماہر علم وفن ماحی بدعات وشکن حضرت علامہ مفتی عبد الرحمٰن صاحب قبلہ کی عمدہ تصنیفات کی فہرست میں ایک اور عمدہ پر مغز مدلل علمی رسالہ کا اضافہ ہوا ہے۔ چونکہ اس رسالہ کی تصحیح آخر فقیر ہی کے ذمہ رہی، بایں وجہ سطر سطر بغور مطالعہ کیا۔ حضرت مؤلف کی ذکر کردہ تمثیلات کو تقریب فہم میں نہایت مؤثر پایا۔ نیز جہاں قاری کو اس رسالہ سے اصطلاحات مناظرہ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی، وہیں علمی معلومات کا بہترین ذخیرہ بھی حاصل ہوگا۔

خیال ہے کہ مناظرہ محمود بھی ہوتا ہے اور مذموم بھی۔ کسی مؤمن کو ذلیل ورسوا اور مغلوب کرنے یا اپنی تعلّی اور علم کا اظہار کرنے یا دنیاوی مال ومتاع اور شہرت ومقبولیت حاصل کرنے کے لئے مذموم اور حرام ہے۔ ہاں حق کے اظہار اور دین وسنیت کی نصرت کے لئے محمود ہے۔

مگر آج کل کے حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہیں کہ اگر فریق مخالف نے حق کو واضح

کردیا اور حق کی اتباع کی دعوت دی تو بجائے قبول کرنے کے اس فریق کے دشمن ہوجاتے ہیں اور حق قبول کرنے کو اپنی ہار اور ہجو تصور کرتے ہیں۔

"اتحاف السادۃ المتقین" میں ہے:

ان یکون فی طلب الحق کناشد ضالۃ لایفرق بین ان تظھر الضالۃ علیٰ یدہٖ او علیٰ ید من یعاونہٗ، ویری رفیقہٗ معیناً لا خصماً و یشکرہٗ اذا عرفہٗ الخطا واظھر لہ الحق، کمالو اخذ طریقاً فی طلب ضالتہٖ فنبھہٗ صاحبہٗ علیٰ ضالتہٖ فی طریقٍ اُخر، فانہٗ کان یشکرہ ولایذمہ ویکرمہ ویفرح بہٖ، فھکذا کانت مشاورات الصحابۃ رضی اللہ عنھم۔

(اتحاف السادۃ المتقین کتاب العلم الباب الرابع)

یعنی طالب حق اس شخص کی طرح ہو جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ اس بات میں فرق نہیں کرتا کہ گم شدہ چیز اس کے ہاتھوں ملے یا کسی معاون کے ذریعے، وہ اپنے ساتھی کو مددگار سمجھتا ہے۔ مخالف نہیں سمجھتا۔ اگر وہ اسے اس کی غلطی پر آگاہ کرے اور اس کے سامنے حق کو واضح کرے تو یہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے جس طرح اگر وہ اپنی گم شدہ چیز کی تلاش میں ایک راستے پر چلے اور اس کا ساتھی بتائے کہ گم شدہ چیز دوسرے راستے پر ہے تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس کی برائی بیان نہیں کرتا۔ اس کی عزت کرتا ہے اور اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم مشورے اسی انداز میں ہوتے تھے۔

(ترجمہ اتحاف)

پھراس کی چند مثالیں ذکرکرتے ہوئے صاحب ''اتحاف'' ایک سبق آموز واقعہ بطور تمثیل ذکرکرتے ہیں۔

واستدرك ابن مسعود علیٰ ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہما فقال ابو موسیٰ : لاتسئلونی عن شئ وھٰذا الحبر بین اظھر کم ،وذلك لماسئل ابوموسیٰ عن رجلٍ قاتل فی سبیل اللہ فقتل، فقال: ھوفی الجنة ،وکان امیرالکوفة فقام ابن مسعودٍ فقال:أعدہ علی الامیر فلعله لم یفھم فأعادوا علیه فأعادالجواب ،فقال ابن مسعود:وانا اقول ان قتل فاصاب الحق فھوفی الجنة ، فقال ابو موسیٰ : الحق ماقال، (اتحاف السادة المتقین کتاب العلم الباب الرابع)

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کووہ بات بتائی جوان سے رہ گئی تھی،حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا: جب یہ عظیم عالم تم میں موجود ہے تومجھ سے کسی بات کے بارے میں مت پوچھو۔چنانچہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیاجس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہادکیااور شہید ہوگیا۔انہوں نے فرمایا:وہ جنت میں جائے گا،اس وقت آپ امیرکوفہ تھے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ کھڑے ہوئے۔اورسائل سے فرمایادوبارہ سوال کروشایدامیرسمجھ نہیں پائے۔انہوں نے پھرسوال کیا،حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ نے وہی جواب دیاتوحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا:میں کہتاہوں کہ اگر

وہ یوں قتل ہوا کہ حق پر تھا تب وہ جنت میں جائے گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حق وہی ہے جو آپ نے فرمایا۔ (ترجمہ اتحاف)

سبحان اللہ! یہ ہوتا ہے حق کو قبول کرنے کا جذبہ کہ بھری محفل ہے اور خود کوفہ کے امیر ہیں مگر جب ملاحظہ فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق فرماتے ہیں فوراً اُسے قبول فرمالیا۔ صاحب اتحاف اس واقعے کو ذکر کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وھٰکذا یکون انصاف طالب الحق ، ولوذکر مثل ھٰذا الاٰن لاقل فقیہ لانکرہ واستبعدہ وقال: لایحتاج الیٰ ان یقال اصاب الحق، فان ذلک معلوم لکل احد، فانظر الیٰ مناظری زمانک الیوم کیف یسودّ وجہ احدھم اذا اتضح الحق علیٰ لسان خصمہٖ، و کیف یخجل بہ، و کیف یجتھد فی مجاحدتہ باقصیٰ قدرتہٖ، و کیف یذم من افحمہ طول عمرہ، ثم لایستحی من تشبیہ نفسہ بالصحابۃ رضی اللہ عنھم فی تعاونھم علی النظر فی الحق؟

یعنی تو طالب حق کے انصاف کا تقاضہ یہی ہے۔ اگر آج کے زمانے میں اس قسم کی بات کسی ادنیٰ فقیہ کے سامنے ذکر کی جائے تو وہ اس کا انکار کرے گا۔ اور اسے بہت بعید سمجھے گا، اور کہے گا: یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ حق تک پہنچا کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کو معلوم ہے۔ تو آج کے زمانے کے مناظر کو دیکھو کہ جب اسکے مخالف کی زبان پر حق بات ظاہر ہوتی ہے تو اس کا چہرہ کیسے سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے کس قدر شرمندگی

ہوتی ہے اور وہ انکار کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ اور جس کے ہاتھوں ذلیل ہوا عمر بھر اس کی برائی بیان کرتا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تشبیہ دیتے ہوئے کیوں حیا نہیں کرتا ہے۔ کہ وہ بھی صحابہ کرام کی طرح غور و فکر کر کے حق کا مددگار ہے۔ (ترجمہ اتحاف)

خواہش تھی کہ اس موضوع پر تفصیلی کلام کروں مگر عرس سراپا قدس عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں شرکت کیلئے اجمیر معلیٰ کا مبارک سفر درپیش ہے۔ وقت کی تنگی اور مصروفیات کا ہجوم بھی ہے۔ لہٰذا مضمون کا انہیں چند سطور پر اکتفا مناسب سمجھا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے طفیل اس رسالہ کو ہر دو خواص و عوام میں مقبول فرمائے، عقل سلیم اور قلب سلیم کے ساتھ قبول حق کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ ایمان و اسلام و سنیت پر استحکام و دوام عطا فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

گدائے بارگاہ مرشد:

فقیر محمد فاران رضا حشمتی غفرلہٗ القوی،

آستانۂ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت،

۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ

روز ایمان افروز وہابیت دیوبندیت سوز جمعۃ المبارکہ

مناظرہ کی اہمیت و حیثیت

مناظرہ انتہائی مشکل کام ہے، مناظرہ کیلئے مناظر کے اندر کچھ خصوصیات کا پایا جانا بہت ہی اہم ہے۔ مثلاً کلام میں روانی شیرینی افہام وتفہیم، ذکاوت ذہن، حاضر جوابی، علم مستحضر آواز میں قوت وغیرہ۔

عندالضرورۃ مناظرہ کا ثبوت قرآن سے بھی ہے اور حدیث سے بھی، قرآن فرماتا ہے:

وجادلھم بالتی ھی احسن۔ اور آپ ان سے بحث کریں تو اس انداز پر جو سب سے اچھا ہو۔

اس آیت سے مناظرہ کا ثبوت ہے اور عملا مناظرہ کا ثبوت لینا ہو تو یہ آیت دیکھئے!

واذقال ابراھیم ربی الذی یحی و یمیت قال انا احی وامیت، قال ابراھیم فان اللہ یأتی بالشمس من المشرق فأت بھا من المغرب۔

جب ابراہیم نے کہا کہ رب میرا وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، نمرود بولا میں بھی تو جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب وہ ہے جو سورج کو پورب سے لاتا ہے تو اسے پچھم سے لے آ۔

دیکھئے! یہ عملاً مناظرہ ہے اور قرآن پاک کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ میں مقابل اگر آسانی سے شکست کھا سکے تو دشوار طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ (تفسیر نعیمی جلد نمبر ۳ ص ۱۳)

اعتراض اہم

مگر یہاں ایک شاندار اعتراض یہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی بحث وکٹ حجتی کے بعد ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف عدول کیوں کیا؟ جبکہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف عدول باب المناظرہ میں مغلوبیت اور امر قبیح ہے۔

الجواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کیا وہ ترک دلیل نہیں، ترک مثال ہے یعنی دلیل تو وہی ہے دوسری اس سے واضح مثال سے بات سمجھائی گئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اعتراض دوم

دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ مناظرہ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ:

وفی الاول ایماءٌ الی انه ینبغی ان یکون المناظران متما ثلین بان لایکون احدهما فی غایة العلو والکمال و الآخر فی نهایة

الدنأۃ والنقصان۔

اور پہلی صورت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مناظر علم میں برابر اور ہم مثل ہوں، ایسا نہ ہو کہ ایک انتہائی بلندی میں اور ایک انتہائی نقصان میں ہو، حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا جو پکا جاہل تھا؟

الجواب

اس کا جواب یہ ہے کہ مناظرہ رشیدیہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ہونا چاہئے۔یعنی دونوں مناظر علم میں برابر ہوں تو اچھا ہے، ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کرکے بتادیا کہ دونوں مناظر کا مماثل فی العلم ہونا ضروری نہیں۔

سرکار کا نصاریٰ سے مناظرہ

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم مسلمان ہو جاؤ!

نصاریٰ: ہم تو مسلمان ہیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اسلام روکتا ہے کہ خدا کے لئے اولاد ثابت کیا جائے۔

نصاریٰ: اگر عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتائیے کہ ان کا باپ کون ہے؟

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے!

نصاریٰ: ہاں معلوم ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیا تمہیں یقین نہیں کہ اللہ حی لا یموت ہے؟

نصاریٰ: واقعی وہ حی لا یموت ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیا یہ بات مسلمات سے نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن فنا آنے والی ہے؟

نصاریٰ: واقعی فنا آنے والی ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسا نہیں کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں رہے پھر ان کو ماں نے جنا جیسے عام عورتیں اپنے بچوں کو جنتی ہیں پھر ان کی ماں سے انہیں غذا ملی جیسے عام بچوں کو ملتی ہے پھر وہ طعام کھاتے، پانی پیتے قضائے حاجت پھرتے؟

نصاریٰ: واقعی ایسا ہی ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب تم یہ باتیں جانتے اور مانتے ہو تو وہ خدا یا خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتے ہیں؟ نتیجہ یہ ہوا کہ سب لا جواب ہو گئے۔

(فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۴)

ان سب دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ طلب حق کیلئے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کیلئے مناظرہ کرنا جائز و مباح ہے۔

بلکہ صاحب درمختار علامہ علاء الدین الحصکفی لکھتے ہیں کہ:

المناظرة في العلم لنصرة الحق عبادة ولاحد ثلاثة حرام،
لقهر مسلم، واظهار علم وقيل دنيا او مال او قبول۔

مناظرہ دین حق کی مدد کیلئے عبادت ہے تین کاموں میں سے ایک کیلئے حرام ہے مومن کو مغلوب کرنے کیلئے، اور علم کا اظہار کرنے کے لئے یا دنیا یا مال یا مقبولیت حاصل کرنے کے لئے۔

جن کا استحضار ضروری:

فن مناظرہ میں جن چیزوں کا استحضار واجب ہے وہ یہ ہیں:

(۱) علم مناظرہ (۲) موضوع علم مناظرہ (۳) غرض

جیسا کہ مناظرہ رشیدیہ میں ہے۔

امور يجب استحضارها في فن المناظرة هو علم يعرف به
كيفية آداب اثبات المطلوب الى آخره

علم مناظرہ:

وہ علم ہے جس کے ذریعہ مطلوب کو ثابت یا اس کی نفی یا اس کے دلیل کی نفی کرنے کے طریقے کی کیفیت پہچانی جائے۔

موضوع علم مناظرہ: بحث ہے۔

غرض: وصول الی المطلوب میں خطا سے بچنا۔

فائدہ نافعہ

فن مناظرہ میں کیفیت بحث سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ صحیح ہے یا سقیم، مسموع ہے یا غیر مسموع۔

بحث

البحث: هو اثبات النسبة الايجابية او السلبية بين الشئين بطريق الاستدلال

وہ دو چیزوں کے درمیان نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کا ثابت کرنا استدلال کے طریقے پر۔

افہام وتفہیم

مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ: روضۂ امام پاک کی صحیح نقل بنانا جائز ہے۔

اس نسبت ایجابیہ کو بطریق استدلال یوں ثابت کیا کہ صحیح نقل اصل کی طرح ہے حکماً اور جب اصل جائز ہے تو نقل بھی جائز ہے۔

یہ ہے بحث! اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ بحث صحیح ہے یا غلط، یا یہ بحث مسموع ہے یا غیر مسموع۔

مناظرہ: توجه المتخاصمين بالنسبة بين الشيين اظهاراً للصواب متخاصمین کا متوجہ ہونا دو چیزوں کے درمیان نسبت میں اظہار صواب کیلئے۔

سوال: یہاں نسبت سے کیا مراد ہے کیا کلام اللہ جیسے مرکب میں متخاصمین کا متوجہ ہونا مناظرہ کہلائے گا یہاں بھی دو ہیں (۱) کلام (۲) اللہ اور دونوں میں نسبت بھی ہے۔

الجواب: یہ نسبت ناقصہ ہے اور مناظرہ نسبت تامہ میں ہوتا ہے۔

سوال: نماز پڑھو، کیا اس میں مناظرہ ہوتا ہے؟ اس میں بھی دو چیزیں ہیں اور نسبت بھی ہے؟

الجواب: نہیں کیونکہ یہ نسبت انشائیہ ہے اور مناظرہ نسبت خبریہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً سرکار عالم غیب ہیں، اس میں مناظرہ کا وقوع ہوگا کہ یہ نسبت خبریہ تامہ ہے۔

سوال: مناظرہ رشیدیہ میں تو لکھا ہوا ہے کہ: ثم المراد بالنسبة الخبرية اعم من ان تكون حملية او اتصالية او انفصالية۔

تو یہ حملیہ، اتصالیہ، انفصالیہ کیا ہے؟

الجواب: حملیہ: تو وہی مثال مذکور ہے یعنی جس میں ایک شئی کا ثبوت یا نفی دوسری شئی کے لئے مانی گئی ہو۔

اور اتصالیہ: جیسے: ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود۔

اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔

یعنی مقدم کی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر ثانی کی نسبت کو ثابت مانا جائے یا منتفی مانا جائے۔

انفصالیہ: اور انفصالیہ جیسے **ھذا العدد اما زوج او فرد. لیس اما ان یکون زید سنیا او مومناً۔**

یعنی جس میں مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے۔

تو پہلی مثال میں زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت کے درمیان تنافی (ٹکراؤ) مانی گئی ہے کہ یہ عدد زوج ہے یا فرد۔ یعنی دونوں میں سے صرف ایک ہوگا، یا تو زوج یا فرد کیونکہ دونوں میں ٹکراؤ ہے۔

اور دوسری مثال میں، سنی کی نسبت اور مؤمن کی نسبت کے درمیان عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ زید سنی ہو یا مومن یعنی سنی اور مومن میں تنافی اور ٹکراؤ نہیں ہے۔ کیونکہ جو سنی ہوگا مؤمن ہوگا اور جو مؤمن ہوگا سنی ہوگا۔ چونکہ یہ اتصالی اور انفصالی نسبت، تامہ خبریہ ہوتی ہے اس لئے مصنف نے ایسا کہا۔

لطیفہ:

بات اتصالیہ اور انفصالیہ کی چل رہی ہے تو موقع کی مناسبت سے شیر سنت کا ایک دلچسپ واقعہ سنتے چلئے، مناظرہ ادری میں منظور سنبھلی نے کہا کہ اگر دیوبندی کافر ہیں تو ساری دنیا کافر ہے، اس پر شیر سنت نے فرمایا کہ یہ قضیہ یعنی اگر دیوبندی کافر ہیں تو ساری دنیا کافر ہے، متصلہ لزومیہ ہے یا اتفاقیہ، لزومیہ ہے تو اس کے مقدم اور تالی کے درمیان لزوم کیسا؟

یا یہ بات ہے کہ ساری دنیا صرف انہیں چار شخصوں نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کا نام ہے؟ خیال رہے کہ انہیں طواغیت کے کفر پر بحث چل رہی تھی تب منظور نے کہا تھا، اب ان میں کے تین مر چکے ہیں تو آپ کے نزدیک کل دنیا کا صرف ایک چوتھائی حصہ زندہ ہے اور جب تھانوی صاحب بھی مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو آپ کے نزدیک ساری دنیا مر جائے گی،

افسوس سرکار کی دشمنی نے ایسا مسلوب العقل بنادیا ہے کہ ساری دنیا کو چار آدمیوں میں سمیٹ دیا۔

اس میں دلچسپ تو دونوں باتیں ہیں کہ پوری دنیا کو چار آدمیوں میں سمیٹ دیا مگر میرے نزدیک ابتدا کا سوال بڑا دلچسپ ہے، شیر سنت کا سوال سمجھنے کیلئے پہلے آپ ہماری ماقبل کی بحث غور سے پڑھیں پھر یہ سمجھیں کہ

اقسام متصلہ

ابھی ماقبل میں جو اتصالیہ اور انفصالیہ کی بحث میں نے کی ہے ان میں متصلہ کی دو قسمیں ہیں (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ

متصلہ لزومیہ: جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال کو لازم مانا گیا ہو، یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم سے تالی الگ نہیں رہ سکتی جیسے اگر آفتاب نکلا ہے تو دن موجود ہے، زید اگر بکر کا باپ ہے تو بکر زید کا بیٹا ہے، یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ زید بکر کا باپ ہو اور بکر زید کا بیٹا نہ ہو۔

متصلہ اتفاقیہ: جس کے مقدم اورتالی کے درمیان اتصال کا حکم ہومگر لزومی نہ ہو جیسے اگر زید مجھے گالی دے گا تو میں اس کو ماروں گا،

یہاں اتصال تو ہے مگر لازمی نہیں ہے کہ وہ گالی دے تو میں ضرور ماروں گا۔

اب شیر سنت کا سوال سمجھیں

جب منظور نے کہا کہ: اگر دیوبندی کافر ہیں تو ساری دنیا کافر ہے۔ اس پر شیر سنت نے سوال کیا کہ یہ متصلہ لزومیہ ہے یا اتفاقیہ، اگر لزومیہ ہے تو اس کے مقدم اورتالی کے درمیان لزوم کیسا ہے؟ یعنی طواغیت اربعہ کے کفر اور دنیا میں کیا نسبت ہے؟ یہ کیسا اتصال ہے کہ یہ کافر ہوں تو دنیا کافر ہوجائے، اور پھر اس اتصال کو لزومی مانتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اگر کافر ہوں گے تو پوری دنیا کا کافر ہونا ضروری، چونکہ لزومی کی صورت میں اتصال رہے گا دونوں الگ نہیں ہوسکتے یہ کیسا لزوم ہے، یا تو یہ کہا جائے کہ دنیا صرف انہیں چار کا نام ہے یہ حماقت ہے۔

کچھ قرآنی مناظرے

آیت کریمہ

وقالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحبآئہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشآء وللہ ملک السمٰوٰت والارض ومابینھما والیہ المصیر۔

مناظرہ کی شکل:

اس مناظرے میں یہود ونصاریٰ کے دعویٰ کا رد ہے۔اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم اللہ کے بیٹے اوراس کے پیارے ہیں

معلل: یہود ونصاریٰ۔

دعویٰ: نحن ابناء اللہ واحبآئہ،

سائل: سرکار ہیں اور ہر مؤمن۔

سائل: لم یعذبکم اللہ بذنوبکم۔

کیوں اللہ تمہیں تمہارے گناہوں کا عذاب دے گا۔

تفہیم احسن:

ای: لو کنتم أبناء اللہ واحبآئہ لما کان یعذبکم بذنوبکم۔

اگر تم اللہ کے بیٹے اوراس کے پیارے ہوتے تو وہ تمہیں تمہارے گناہوں کا عذاب نہیں دیتا،لیکن وہ تمہیں تمہارے گناہوں کا عذاب دے گا۔

وھٰذا الازم لکونکم لستم أبناء اللہ واحبآئہٗ۔

اور یہ لازم ہے اس بات کو کہ تم اللہ کے بیٹے اوراس کے پیارے نہیں ہو تو تمہارا دعویٰ ہی باطل ہے۔تمہارے مدعیٰ کے نقیض کے لازم ہونے سے وہ اسی طرح کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کے بیٹے اوراس کے پیارے ہیں،اوراس کی نقیض ہے کہ تم اللہ کے بیٹے اوراس کے پیارے نہیں ہو۔اور بحث میں نقیض کے لزوم کا ثبوت ہوگیا ہے تم پر۔

قرآنی دوسرا مناظرہ:

لقد کفر الذین قالو إن اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من اللہ شیئًا ان اراد ان یھلك المسیح ابن مریم وامہٗ ومن فی الارض جمیعًا وللہ ملك السمٰوٰت والارض ومابینھما یخلق مایشآءُ واللہ علیٰ کل شیٍٔ قدیرٌ ○

مناظرہ کی شکل

معلل: نصرانی۔

سائل: سرکاراور ہر مؤمن۔

معلل کا دعویٰ: ان اللہ ھوالمسیح ابن مریم۔

بیشک اللہ وہ مسیح ابن مریم ہیں۔

سائل: یہ دعویٰ ممنوع اور غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح ہلاکت کیلئے نشانہ ہیں اور جو ہلاکت کا نشانہ ہو وہ ان تمام کی طرح جو زمین میں ہیں۔

وقد تصح الدعویٰ لولم یکن المسیح عرضة للهلاك كسائر من فی الارض۔

کیف یکون هو الله۔ وہ کیسے اللہ ہو سکتا ہے؟

قرآنی تیسرا مناظرہ

الم ترالی الذی حاج ابرٰهیم فی ربه ان اتٰه الله الملك اذقال ابراهیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا احی وامیت قال ابراهیم فان الله یأتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب فبهت الذی کفر والله لایهدی القوم الظالمین۔

مناظرے کی شکل

مناظرے کی شکل ملاحظہ کریں:

معلل: ابراہیم علیہ السلام۔

سائل: نمرود۔

معلل کا دعویٰ: ربی الذی یحی ویمیت۔

یعنی میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔

وضاحت دعویٰ:

ای :ان ربی ھو الذی یتصف بانہٗ یحی و یمیت، فھو الذی یصح أن اعبدہٗ وأدعوہٗ وألجاء الیہ۔

بیشک میرا رب وہ ہے جو متصف ہے اس سے کہ وہ زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔

ویتضمن ھذا ان من لوازم الربوبیۃ القدرۃ علی الاحیآءِ و الاماتۃ۔

اور یہ متضمن وشامل ہے اس بات کو کہ ربوبیت کے لوازم سے زندگی دینے اور موت دینے پر قادر ہونا ہے۔

فوجود ھٰذہٖ القدرۃ دلیل علی ان المتصف بھا ھو الرب۔

تو اس قدر کا پایا جانا دلیل ہے اس بات پر کہ جو اس قدرت سے متصف ہے وہی رب ہے۔

سائل: نمرود قال علی سبیل المغالطۃ۔

نمرود نے کہا مغالطے کے طور پر

انا احی و امیت۔ میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔

ثم استدل علی ادعائہٖ ھٰذا بأن احضر الرجلین من السجن فقتل احدھما و عفا عن الآخر۔

پھر استدلال کیا اپنے دعوے پر اس طور سے کہ دو قیدیوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا پھر ان دونوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ اور دوسرے کو معاف کر دیا۔

واوھم بھذا انہ نقض دلیل ابرھیم و أبان بطلانہ بتخلف المدلول عنہ۔

اور اس نے اپنے اس نقضی استدلال سے یہ گمان کیا اس نے ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کو توڑ دیا اور اس کے بطلان کو ظاہر کر دیا۔ مدلول کے متخلف ہونے کی وجہ سے اس سے یعنی دلیل پائی جا رہی ہے اور مدلول نہیں پایا جا رہا ہے۔

اذ قدم الشاھد العملی علیٰ ذالك۔

اس لئے کہ نمرود نے اپنے گمان میں اس پر شاہد عملی پیش کر دیا۔

افہام و تفہیم

نمرود نے اپنے گمان میں نقض پیش کیا ابراہیم علیہ السلام کی دلیل پر چونکہ نقض میں ابطال دلیل ہوتا ہے، یعنی دلیل کا باطل کرنا مگر ایسے شاہد سے جو یہ واضح کرے کہ تمہاری دلیل استدلال کے لائق نہیں ہے۔

تو یہاں نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کی دلیل پر نقض وارد کیا، شاہد عملی سے وہ اس طرح کہ دو قیدیوں کو بلا کر ایک کو ہلاک کر دیا۔ اور دوسرے کو رہا کر دیا۔

وقال لابراھیم، دلیلك منقوض، اذا انا اتصف بانی احی و امیت فلزم علیٰ ذالك أن اکون ربا۔

اور نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تیری دلیل منقوض ہے اس لئے کہ میں بھی متصف ہوں اس سے کہ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں تو لازم ہے اس پر کہ میں رب ہوں۔

لم یشآء ان یدخل فی جدل یکشف فیه المغالطة التی صنعها النمرود اذجعل القتل اماتة والعفو احیآء وهما غیر مرادین فی اصل دلیل ابراهیم۔

خیال رہے کہ اب یہاں ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے مغالطے کا انکشاف کرنا چاہئے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام نے نہیں چاہا کہ وہ ایسے جدل میں داخل ہوں جس مین اس مغالطے کا انکشاف ہو۔ جسے نمرود نے تیار کیا تھا۔ اس لئے کہ نمرود نے قتل کو موت دینا بتایا اور عفو کو زندگی دینا، حالانکہ یہ دونوں مراد نہیں تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دلیل میں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی مراد تھی، حیات پیدا کرنا مادہ میں۔ اور حیات کا سلب کرنا سلب حقیقی کے طور پر۔

وانما انتقل ابراهیم علیه السلام الی دلیل آخر مماثل لایستطیع النمرود ان یغالطهٔ فیه۔

محض ابراہیم علیہ السلام منتقل ہوئے دوسری دلیل کی طرف جو حقیقت میں دلیل نہیں بلکہ پہلی دلیل کی تمثیل ثانی تھی اور ایسی واضح تمثیل کہ جس میں نمرود مغالطہ نہ کرسکے۔

فقال لهٔ فان الله یأتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب۔

توابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اللہ وہ ہے جوسورج کومشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو خدا ہے تو تو اس کو نکال دے مغرب سے۔

ای: من صفات الله الخالق انهٗ جعل من نظام الكون أن يكون اتيان الشمس من جهة المشرق لا من جهة المغرب، ومن لهٗ صفة الربوبيّة فهو قادر علىٰ أن يجعلها تأتي من المغرب، فان كان عندك يانمرود نقض بهٰذا الدليل بشاهد عملي فأت بالشمس من المغرب۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے یہ ہے کہ اللہ نے بنایا نظام کون یعنی نظام دنیا سے یہ کہ ڈوبے ہوئے سورج کا آنا پورب سے نا کہ پچھّم سے اور جس کیلئے ربوبیت ہو تو وہ قادر ہوگا اس پر کہ وہ لاسکے اس کو مغرب سے تو اگر تیرے پاس اے نمرود نقض ہو اس دلیل کا شاہد عملی سے تو تو سورج کو لے آ مغرب سے۔

سائل: نمرود۔

بهت وعجز عن رد دليل ابراهيم۔

تو نمرود مبہوت ہوگیا اور عاجز ہوگیا ابراہیم علیہ السلام کی تردید سے۔

مناظرہ کا طریقہ

مناظرہ کا طریقہ یہ ہے کہ فریقین میں ایک مدعی بنے اور دوسرا مدعی علیہ، مدعی کو معلل اور مجیب بھی کہتے ہیں اور مدعی علیہ کو منکر، سائل اور نافی بھی کہتے ہیں۔

مدعی :۔من نصب نفسہٗ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ مدعی وہ ہے جودعویٰ یعنی حکم کو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ ثابت کرنے کیلئے اپنے آپکو تیار کرے۔

سائل :۔من نصب نفسہٗ لنفی الحکم سائل یعنی مدعیٰ علیہ وہ شخص ہے جو مدعی کے دعویٰ کو توڑنے یعنی حکم کی نفی کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

افہام وتفہیم

مثال : زید سنی ہے اس کا دعویٰ ہے کہ (سرکار اپنی قبر میں زندہ ہیں) بکر: وہابی مدعیٰ علیہ ہے اور سائل ہے اس کا کام ہے زید کے دعویٰ کو توڑنا اور حکم کی نفی کرنا تو بکر نے کہا (سرکار اپنی قبر میں زندہ نہیں) اب زید اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرے گا اور بکر کا کام حکم یعنی دعویٰ کی نفی کرنی ہے تو بکر کو زید کی دلیل توڑنی پڑے گی لہٰذا بکر زید کی دلیل توڑے گا اور اس کی بہت سی شکلیں ہیں کبھی نقض کی صورت میں کبھی منع کی صورت میں، کبھی معارضہ کی صورت میں، ان سب پر ہم تفصیلی کلام آگے کریں گے فی الوقت آپ دلیل سمجھ لیں تاکہ زید کی دلیل آپ کو بخوبی سمجھ میں آجائے۔

الدلیل :۔المرکب من قضیتین للتعدی الی مجھول نظری وہ ہے جو مرکب ہو دو قضیوں سے مجہول نظری تک پہنچانے کیلئے۔اب زید کی دلیل سمجھیں !

زید سنی کا دعویٰ:۔سرکار اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ دلیل :۔سرکار نبی ہیں، پہلا قضیہ، اور حدیث شریف میں ہے: الانبیاء فی قبورھم احیاء دوسرا قضیہ، ان دونوں قضیوں نے مجہول تک پہنچادیا کہ سرکار اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

اب بکر جو کہ مدعیٰ علیہ ہے اور سائل ہے وہ بشکل نقض زید کی دلیل کو توڑے گا، دیکھئے کیسے۔

سائل کا نقض

اب بکر زید کی دلیل پر نقض یوں وارد کرے گا کہ کوئی شخص اپنے زندہ باپ کو قبر میں دفن نہیں کرتا اگر سرکار زندہ ہیں تو صحابہ نے اپنے زندہ نبی کو قبر میں کیسے دفن کر دیا؟

اب زید تنبیہ کے ذریعہ اس خفا کو دور کرے گا جو اس کے دعویٰ میں تھا جس پر سائل نے نقض وارد کیا وہ اس طرح کہ سرکار ظاہراً دنیا سے فوت ہوئے اور عالم برزخ میں زندہ ہیں اور اس وضاحت یعنی خفا کے دور کرنے کو مناظرہ میں تنبیہ کہا جاتا ہے۔

ثم الاسئلة المسموعة الواردة على دليل المعلل ثلثة المنع والنقض والمعارضة۔

پھر سوالات مقبولہ ومسموعہ جو وارد ہوتے ہیں معلل کی دلیل پر وہ تین ہیں۔ منع، نقض، معارضہ۔

لہٰذا اب ہم ان پر بحث کریں گے۔

طریقہ ایراد منع

المنع: (طلب الدليل على مقدمة معينة) مقدمۂ معینہ پر دلیل طلب کرنا، منع کہلاتا ہے۔

افہام و تفہیم

مدعی کا دعویٰ یہ ہے کہ سرکار کی نظیر محال بالذات ہے۔

معلل کی دلیل: (۱) سرکار آخر الانبیاؑ ہیں (۲) جو آخر الانبیاؑ ہو اس کی نظیر محال بالذات ہے۔ نتیجہ: لہٰذا سرکار کی نظیر محال بالذات ہے۔

سائل کا منع وارد کرنا

اب سائل مقدمۂ اولیٰ یا ثانیہ پر دلیل طلب کرے گا اور یوں کہے گا کہ مقدمۂ اولیٰ ہمیں تسلیم نہیں اس لئے مقدمۂ اولیٰ پر دلیل پیش کریں یہی منع ہے، پھر مجیب و معلل مقدمۂ اولیٰ پر دلیل دیتے ہوئے قرآن کی یہ آیت پیش کرے گا کہ: ولکن رّسول الله وخاتم النبیین اس طرح معلل دلیل کے مقدمۂ اولیٰ کو نص قرآن سے مزین کردے گا۔

ایراد نقض کا طریقہ

النقض: هو في اللغة الكسر وفي اصطلاح النظار: ابطال الدليل بعد تمامه متمسكا بشاهد يدل على عدم استحقاقه للاستدلال به نقض لغت میں توڑنا ہے اور اصطلاح مناظرہ میں دلیل کا باطل کرنا اس کے مکمل ہونے کے بعد تمسک کرتے ہوئے ایسے شاہد سے جو دلالت کرے اس پر کہ دلیل استدلال کے لائق نہیں، فساد کو مستلزم ہونے کی وجہ سے۔

فائدۂ نافعہ

خیال رہے کہ فساد دو طرح سے ہوتا ہے (۱) تخلف المدلول عن الدلیل (۲) لزوم محال

افہام و تفہیم

معلل نے دعویٰ کیا کہ: ھذا انسان یہ انسان ہے۔

دلیل:۔ اور دلیل دی کہ: لانہ حیوان اس لئے کہ حیوان ہے۔ اب سائل نقض یوں وارد کرے گا کہ تمہاری دلیل استدلال کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ فساد کو مستلزم ہے اور فساد تخلف المدلول عن الدلیل کی شکل میں ہے اور وہ اس طرح کہ ایک جانور گدھا سامنے کھڑا تھا سائل نے نقض وارد کرتے ہوئے کہا کہ اگر انسان ہونے کی دلیل حیوانیت ہے تو ھذا انسان لانہ حیوان کہ یہ گدھا انسان ہے اسلئے کہ یہ بھی حیوان ہے۔

تو دیکھئے اور سمجھئے دلیل وہی ہے مگر مدلول انسان نہیں گدھا ہے، یہ فساد ہے اور فساد تخلف المدلول عن الدلیل کی صورت میں ہے، یعنی دلیل پائی جائے اور مدلول نہ پایا جائے۔

فساد بشکل لزوم محال

نقض بشکل لزوم محال کی صورت یہ ہے کہ معلل کہے کہ خدا کی شان یہ ہے کہ اگر

وہ چاہے تو ایک آن میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا یا ان کے برابر کا کروڑوں محمد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا کردے۔

اس پر سائل بشکل لزوم محال نقض یوں وارد کرے گا کہ تمہارا قول محال کو مستلزم ہے، وہ اس طرح کہ سرکار کی ایک صفت آخرالانبیاء وخاتم الانبیاء ہے اب سوال یہ ہے کہ جو دوسرا نبی آئے گا وہ آخرالانبیاء ہوگا یا نہیں اگر تم نہیں کہتے ہو تو دعویٰ تساوی باطل اور اگر ہاں کہتے ہو تو کذب الٰہی لازم آئے گا اور کذب الٰہی محال ہے اللہ نے فرمایا "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"

معارضہ کا طریقہ

المعارضة: اقامة الدليل على خلاف ما اقام الدليل عليه الخصم دلیل کا قائم کرنا اس کے خلاف پر جس پر خصم نے دلیل قائم کی ہے۔

افہام وتفہیم: مدعی ومعلل نے دعویٰ کیا کہ وضو میں ترتیب فرض ہے۔

دعویٰ۔"الترتیب فرض فی الوضوء" ترتیب وضو میں فرض ہے۔

دلیل: اور اس دعویٰ پر دلیل یہ دی کہ: الواو فی آیت الوضوء للجمع مع الترتیب یعنی واو آیت وضوء مین جمع مع الترتیب کیلئے ہے، فالترتیب فرض فی الوضوء تو ترتیب فرض ہے وضو میں۔اس پر معارضہ کرتے ہوئے

حنفی سائل نے کہا۔ **الواو لمطلق الجمع** واو مطلق جمع کیلئے ہے۔ اور اس پر دلیل یہ دی کہ قرآن فرماتا ہے:

"**واسجدی وارکعی مع الراکعین**" سجدہ کرو رکوع کرو حالانکہ رکوع پہلے سجدہ بعد میں ہے اگر ترتیب فرض ہوتی تو آیت میں رکوع پہلے اور سجدہ بعد میں ہوتا،، اس کو کہتے ہیں معارضہ، اس کے خلاف دلیل قائم کر دیا جس پر خصم نے دلیل قائم کی تھی۔

تفہیم ثانی

معارضہ کی جو مثال ماقبل میں مذکور ہوئی وہ مناظرہ کی کتابوں میں ہے اب ایک مثال الگ دیتے ہیں تا کہ سمجھنا خوب آسان ہو جائے، تو دیکھئے! بخاری شریف، کتاب العلم میں حدیث پاک ہے سرکار نے فرمایا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم "**من حوسب عذب**"، جس شخص سے حساب لیا گیا اس کو عذاب دیا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں انہوں نے فوراً قرآن کی اس آیت سے معارضہ کیا کہ "**فسوف یحاسب حسابا یسیرًا**" عنقریب اللہ آسان حساب فرمائے گا۔ یعنی آپ عذاب کی بات کر رہے ہیں اور اللہ آسانی کی بات کر رہا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حدیث کے خلاف قرآن کی آیت پیش کرنا معارضہ ہے۔

(نعمۃ الباری جلد ا ص ۴۰۸)

تفہیم ثالث:

معارضہ کی اور مثال دیکھیں جو شرح عقائد میں مذکور ہے۔تا کہ سمجھنے میں خوب آسانی ہو۔

معلل: زید سنی۔

سائل: بکر معتزلی۔

معلل کا دعویٰ

زید سنی نے دعویٰ کیا کہ:

وھما (ای الجنۃ والنار) مخلوقتان (الاٰن) موجودتان۔

یعنی جنت اور جہنم دونوں پیدا کئے جا چکے ہیں۔اور اس وقت موجود ہیں۔

زید سنی کی دلیل **اعدت للمتقین واعدت للکٰفرین۔**

جنت متقیوں کیلئے اور جہنم کافروں کے لئے تیار کی گئی۔

دونوں جگہ فعل ماضی سے تعبیر ہے۔اور فعل ماضی زمانہ گذشتہ پر دال مطلب یہ ہے جنت بن چکی ہے اور جہنم بھی۔

بکر معتزلی کا معارضہ:

بکر معتزلی نے اس آیت سے معارضہ کیا کہ

تلک الدار الاٰخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض

ولا فسادًا۔

وہ اخروی گھر یعنی جنت جسے ہم بنائیں گے۔ یہاں فعل مضارع استعمال ہے۔ یعنی ابھی بنا نہیں ہم بنائیں گے۔ یہ ہے معارضہ۔

اقسام معارضہ

معارضہ کی تین قسمیں ہیں (۱) معارضہ بالقلب (۲) معارضہ بالمثل (۳) معارضہ بالغیر

معارضہ بالقلب:۔ معلل کی دلیل کے خلاف معارض دلیل قائم کرے لیکن دونوں کی دلیلیں مادہ اور صورت کے لحاظ سے متحد ہوں۔

افہام و تفہیم

زید حنفی ہے اور مدعی اور معلل ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور اس نے اس دعویٰ پر دلیل یوں دی کہ:

دلیل معلل

مسح الراس رکن من ارکان الوضوء, وکل رکن لا یکفی فیه اقل ما یطلق علیه اسمه. فلا یکفی فی المسح اقل ما یطلق علیه اسم المسح

سر کا مسح ارکان وضو میں سے ایک رکن ہے اور ہر رکن کافی نہیں ہے اس میں کم سے کم وہ مقدار جس پر اس کا یعنی اسم مسح کا اطلاق ہو سکے، تو کافی نہیں ہے

مسح میں وہ کم مقدار جس پر اسم مسح کا اطلاق ہو سکے۔

معارضہ بالقلب کا طریقہ

بکر: جو کہ سائل ہے اور شافعی المذہب ہے اس کے نزدیک ایک یا دو بال کا مسح کرنا بھی جائز ہے لہٰذا اس نے زید پر معارضہ بالقلب کیا اور وہ اس طرح کہ:

المسح رکن من ارکان الوضوء، وکل رکن لا یقدر بالربع فالمسح لا یقدر بالربع۔

یعنی مسح ارکان وضو سے ایک رکن ہے، اور کسی رکن کی مقدار چوتھائی نہیں، تو مسح راس کی مقدار چوتھائی نہیں۔

حنفی اور شافعی دونوں دلیلیں دیکھئے صورت میں متحد ہیں کیوں کہ دونوں دلیلیں اقترانی ہیں، اور شکل اول کی ضرب اول پر ہیں، اور بعض مادے میں بھی اتحاد ہے مثلاً صغریٰ دونوں دلیلوں میں بعینہ ایک ہے، یہ معارضہ بالقلب ہے۔

اس مقام میں قیاس اقترانی شکل اوّل اور ضرب اوّل کی وضاحت ضروری ہے تاکہ مسئلہ برابر سمجھ میں آجائے۔

قیاس اقترانی:۔ وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا اس کی نقیض بالترتیب مذکور نہ ہو۔ جیسے زید انسان، وکل انسان حیوان، یہ قیاس اقترانی ہے اس کا نتیجہ ہے، زید حیوان، اور نقیض نتیجہ ہے زید لیس بحیوان

دیکھئے نتیجہ اور نقیض نتیجہ میں سے کوئی بھی بالترتیب مذکور نہیں۔ زید صغریٰ میں ہے اور موضوع ہے، حیوان کبریٰ میں ہے اور محمول ہے جبکہ دونوں ایک ساتھ نتیجہ

ہیں تو ایک ساتھ ہونا چاہئے۔ اس وضاحت کے بعد اب معلل اور سائل دونوں کی دلیلوں کو غور سے دیکھ لیں آپ کو خود سمجھ میں آجائے گا دونوں دلیلوں میں، نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالترتیب مذکور نہیں ہے۔

سرکار شیر سنت

یہاں موقع کی مناسبت سے شیر سنت کی ایک بات ملاحظہ کرتے چلیں!

ادری کا مناظرہ ہے سرکار شیر سنت نے خلیل احمد انبیٹھوی کے کفری عبارتوں کو لیکر حکم کفر لگایا تو منظور سنبھلی اپنی جوابی تقریر میں بجائے اس کے کفر اٹھانے کے اعلیحضرت سرکار پر کفر کا الزام لگانے لگا وہ اس طرح کہ:

آپ کے اعلیحضرت نے وصایا شریف میں لکھا: ”حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑ و اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مظبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے،،

منظور سنبھلی نے کہا کہ یہ کفر ہے شریعت محمدیہ سے الگ اپنے ایجاد کردہ دین ومذہب پر قائم رہنے کی تاکید کی جارہی ہے۔

اس پر شیر سنت نے جو کہا وہ ملاحظہ کریں!

شیر سنت نے فرمایا کہ آپ نے بطور معارضہ بالقلب اپنے اکابر کا کفر اٹھانے سے عاجز ہوکر سرکار اعلیحضرت پر الزام کفر لگا دیا بتانا یہ ہے کہ خلیل احمد کے کفر پر جس شکل وصورت کی دلیل شیر سنت نے دی تھی اسی طرح کی دلیل منظور نے اعلیحضرت

کے اوپر الزام کفر لگانے میں دیا اسی لئے شیر سنت نے اسے معارضہ بالقلب کہا منظور کی دلیل میں فساد ہونا یا استدلال غلط ہونا وہ الگ بات ہے۔

معارضہ بالمثل

جس مین فریقین کی دلیلیں صورۃً متحد ہوں اور مادۃً مختلف ہوں۔

افہام و تفہیم

فریقین میں سے متکلمین کے نظریہ کے حامی نے دعویٰ کیا کہ عالم حادث ہے۔

دلیل متکلمین:۔ العالم محتاج الی الموثر (صغریٰ) وکل ما ھو محتاج الی الموثر حادث (کبریٰ) فالعالم حادث (نتیجہ)

عالم مؤثر کا محتاج ہے، اور وہ جو مؤثر کا محتاج ہو حادث ہے، تو عالم حادث ہے۔

غور سے دیکھیں متکلمین کی دلیل یہ قیاس اقترانی اور شکل اوّل کی ضرب اول ہے، اس پر سوفسطائی نے یوں معارضہ بالمثل کیا کہ:

معارضہ بالمثل کا طریقہ

سوفسطائی نے کہا:

العالم مستغن عن الموثر (صغریٰ) وکل ما ھو مستغن عن الموثر فھو قدیم (کبریٰ) فالعالم قدیم (نتیجہ)

دھیان سے دیکھیں یہ دلیل بھی شکل اول کی ضرب اول ہے یعنی صورتاً متحد ہی ہے لیکن مادے میں اختلاف ہے وہ بھی صاف دکھ رہا ہے اس کو معارضہ بالمثل کہتے ہیں۔

المعارضة بالغير

معارضہ بالغیر وہ ہے جس مین فریقین کی دلیلیں مادہ اور صورت دونوں اعتبار سے مختلف ہوں۔

افہام و تفہیم

فریق اوّل: ۔العالم متغیر، کل متغیر حادث، فالعالم حادث۔

دھیان سے دیکھیں فریق اول نے حدوث عالم پر دلیل اقترانی دی ہے جس پر بحث میں ماقبل مین کر چکا ہوں، اب آیئے فریق ثانی کی دلیل دیکھتے ہیں:

فریق ثانی: ۔اس پر اگر معارضہ بالغیر کرے گا تو اس کی صورت یہ ہے:

لو كان العالم حادثاً لما كان مستغنيا،

لكن العالم مستغن، فليس العالم بحادث۔

دھیان دیں یہ دلیل قیاس استثنائی ہے اور قیاس استثنائی وہ ہے جس مین نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالترتیب مذکور ہو، اور یہاں نتیجہ صغریٰ میں بعینہ مذکور ہے تو دونوں دلیلیں صورتاً بھی مختلف ہیں کہ پہلی دلیل قیاس اقترانی ہے اور دوسری استثنائی ہے اور مادۃً بھی مختلف ہیں کہ پہلی دلیل اور دوسری دلیل کے الفاظ الگ الگ ہیں۔

النقل: ۔هو الاتيان بقول الغير على ماهو عليه بحسب المعنى مظهر انه قول الغير وہ غیر کے قول کو لانا اس طور پر جیسے وہ ہو معنی کے اعتبار سے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ غیر کا قول ہے۔

افہام وتفہیم

مثلاً جب کوئی کہے کہ قال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ : النیۃ فی الوضوء لیست بفرض۔امام اعظم نے فرمایا کہ وضو میں نیت فرض نہیں ہے۔
یہ نقل ہے کہ امام اعظم کا قول پیش کیا گیا یہ بتا کر کہ امام اعظم کا قول ہے۔

سائل کا بشکل منع اعتراض

اب اس پر سائل بشکل منع اعتراض دو طریقے سے کرسکتا ہے۔

الطریقۃ الاولیٰ: سائل یہ کہے کہ ہم اس نظریہ کو نہیں مانتے ہیں، یہ اعتراض و منع لغو اور بیکار ہے کیونکہ یہ ناقل کا اپنا دعویٰ نہیں بلکہ وہ امام اعظم کا قول نقل کر رہا ہے اور نقل پر مواخذہ نہیں ہوتا۔

تصحیح نقل:۔ ھو بیان صدق نسبۃ ما نسب الی المنقول عنہ۔وہ اس نسبت کے صدق کو بیان کرنا جو منسوب کیا گیا ہو منقول عنہ کے طرف۔اس نسبت کے صدق کو بیان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ناقل ثابت کرے کہ وہ کس کتاب سے نقل کیا ہے۔

یہ تصحیح نقل ہے یعنی یہ بتائے کہ یہ ھدایۃ میں یا شرح وقایہ میں ہے یا کسی اور کتاب میں ہے۔

التقریب

سوق الدلیل علی وجه یستلزم المطلوب دلیل کا چلانا اس طور پر کہ مطلوب کو مستلزم ہو جائے۔

افہام و تفہیم

مثلاً مناظرہ اودری میں شیر سنت کے سامنے منظور نے کہا کہ اللہ نے سرکار کو شعر کا علم نہیں دیا، اور اس دعویٰ پر بطور دلیل یہ آیت پیش کی کہ وما علمناہُ الشعر۔

اس پر شیر سنت نے فرمایا کہ یہاں علم کی نہیں ملکہ کی نفی ہے، مطلب حقیقت شعر کا علم الگ ہے اور ملکہ الگ ہے، دعویٰ نفی علم کا ہے اور دلیل نفی ملکہ کی ہے لہٰذا دلیل دعویٰ کو مستلزم نہیں، دعویٰ کچھ اور ہے اور دلیل کچھ اور، اگر دلیل بھی نفی علم کی ہوتی تو مطلوب کو مستلزم ہو جاتی اور تقریب تام ہو جاتی۔

تفہیم ثانی

تفہیم ثانی میں آپ یہ سمجھ لیں کہ وہابی اور سنی میں بحث ہو رہی تھی، وہابی نے دعویٰ کیا کہ: (سرکار نور نہیں ہیں)

اور اس دعویٰ پر دلیل یہ دی کہ: قل انما انا بشر مثلکم اے محبوب آپ فرما دیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں، اس پر سنی نے کہا کہ تقریب تام نہیں یعنی دلیل دعویٰ کو مستلزم نہیں، کیونکہ دعویٰ نور نہ ہونے کا ہے اور دلیل دی جا رہی ہے بشر ہونے

پر، اگر دلیل سرکار کے نور نہ ہونے پر دلالت کرتی تو تقریب تام ہوتی۔

الفوائد الضروریہ

مناظرہ کن امور میں ہوتا ہے۔

مناظرہ صرف دو امور میں ہوتا ہے، (۱) نظری مجہول (۲) بدیہی غیر اولی۔

بدیہی غیر اولی کی مثال: حقائق الاشیاء ثابتۃ

نظری مجہول کی مثال: العالم حادث

مدعی کا دعویٰ اگر نظری ہے تو دلیل سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر بدیہی غیر اولی ہے تو تنبیہ سے، اسی کی طرف مدعی کی تعریف میں اشارہ کیا گیا ہے دیکھئے اور سمجھئے۔

من نصب نفسہٗ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ دلیل اور تنبیہ سے وہی کہنا چاہ رہے ہیں جو ہم نے بتایا۔

اور مجہول کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر مجہول نہ ہو تو معلوم ہوگا اور معلوم میں مناظرہ نہیں ہوتا کیونکہ جب معلوم ہی ہے تو بحث کیسی اور مناظرہ کیسا؟

اور بدیہی غیر اولی نہیں ہوگی تو اولی ہوگی اور بدیہی اولی میں مناظرہ نہیں ہوتا کیونکہ بدیہی اولی وہ ہے جس میں کوئی خفا نہ ہو۔ مثلاً: سورج نکلا ہے۔

فائدۂ نافعہ ضروریہ

یہ چیز بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ بحث کے اجزا تین ہیں یعنی مبادیات مناظرہ تین ہیں:

مناظرہ رشیدیہ میں ہے ثم للبحث تلٰثۃ اجزاء پھر بحث کے تین اجزار ہیں
(۱)مباد (۲)اوساط (۳)مقاطع

مباد:۔ ھی تعیین المدعیٰ دعوٰی کی تعیین ہے کہ کس پر مناظرہ ہوگا مثلاً سرکار کے خاتم النبیین ہونے پر یا اختیار رسول پر اگر دعوٰی کا تعین نہ ہوتو مناظرہ کس پر ہوگا؟

اوساط:۔ ھی الدلائل اور اوساط یہ دلائل ہیں

مقاطع:۔ھی المقدمات التی ینتھی البحث الیھامن الضروریات والظنیات المسلمۃ عند الخصم

اور مقاطع وہ مقدمات ہیں جن کی طرف بحث منتہیٰ ہوتی ہے،ضروریات سے اور ظنیات مسلمۃ سے خصم کے نزدیک۔

نوٹ: مناظرہ میں بحث ہوتی ہے چونکہ مناظرہ کا موضوع ہی بحث ہے اس لئے بحث اور اجزاء بحث کو بھی جاننا ضروری ہے۔

مناظرے کیلئے ضروری امور

امام فخر الدین رازی کا ذکر کردہ مناظر کیلئے کچھ ضروری امور کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

الاوّل : انهٔ يجب على المناظر ان يحترز عن الاختصار فی الكلام عند المناظرة، كيلا يخل بالفهم یعنی مناظر پر واجب ہے کہ وہ کلام میں اختصار کرنے سے بچے یعنی مختصر اور شارٹ کلام کرنے سے بچے مناظرہ کے وقت تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

الثانی : ان يحترز عن التطويل لئلا يؤدّى الى الاملال دوسرا یہ کہ لمبا وطویل کلام کرنے سے بچے تاکہ اکتاہٹ نہ ہو۔

الثالث : ان لا يستعمل الالفاظ الغريبة تیسرا یہ کہ غیر مانوس الفاظ استعمال نہ کرے۔

الرابع : ان يستعمل الجمل المحتملة للمعنيين بلا قرينة معينة للمراد۔ ایسے جملوں کا استعمال نہ کرے جو دو معنوں کا احتمال رکھیں بغیر ایسے قرینے کے جو مراد کیلئے متعین ہوں۔

الخامس : ان يحترز عمّا لا دخل لهٔ فی المقصود لئلا يخرج الكلام

عن الضبط ولئلّا یلزم البعد عن المطلوب۔

پانچواں یہ کہ بے مقصد کلام سے بچے تاکہ کلام ضبط سے نکل نہ جائے اور مطلوب سے دوری لازم نہ آئے۔

السادس: ان لا یضحك و لا یرفع الصوت و لا یتکلم بکلام السفهاء عند المناظرة لانهامن صفات الجهال۔

چھٹا یہ کہ بلاضرورت ہنسے اور نا آواز بلند کرے اور مناظرہ کے وقت بے وقوفوں جیسی بات نہ کرے۔

السابع: ساتواں یہ کہ مقابل کو رعب دار اور محترم سمجھنے سے بچے اس لئے کہ مقابل کی ہیبت اور اس کا احترام بسا اوقات اس کی دقت نظر کو زائل کردیتی ہے اور اس کے ذھن کی تیزی کو۔

الثامن: آٹھواں یہ کہ مقابل کو حقیر گمان نہ کرے تاکہ اس کے سبب اس سے کمزور کلام صادر نہ ہو جس کی وجہ سے اس کا مقابل اس پر غالب آجائے۔

ہماری دیگر مطبوعات

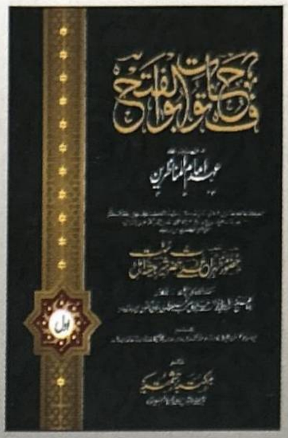

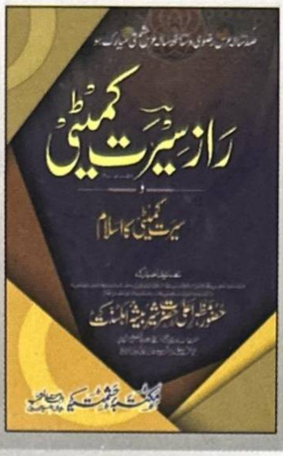

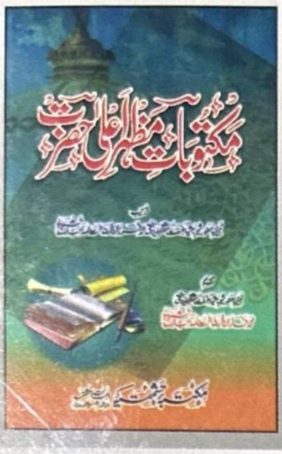

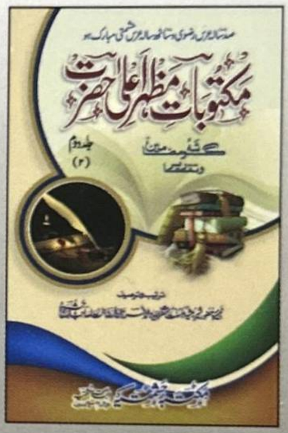

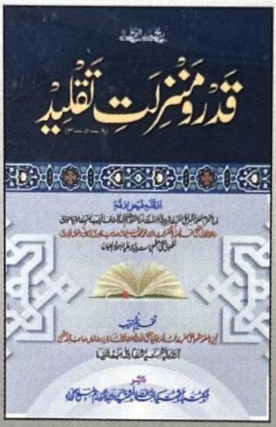

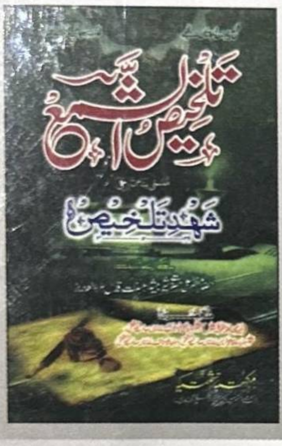

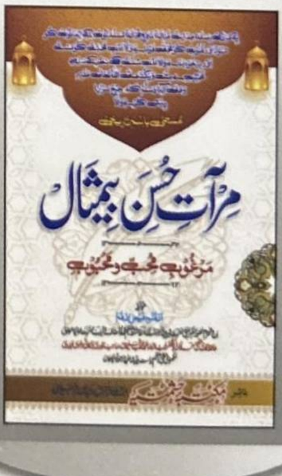

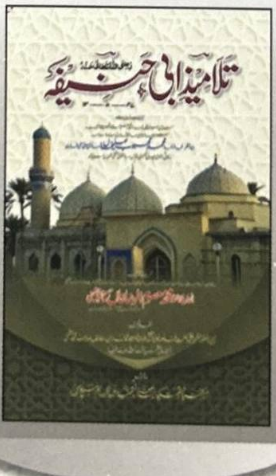

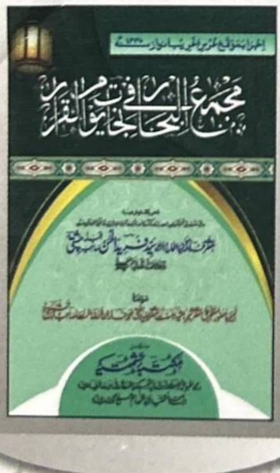

Published by

Maktaba-e-Hashmatiya

Aljamiat-ul-Hashmatiya

Mushahid Nagar Mahim, Distt. Gonda(UP)INDIA

Mob: 9368173692,9760468846